فداك أبي وأمي يا رسول الله ﷺ

بفیض روحانی نمونۂ شدت حضرت عمر و اعلیحضرت خلیفہ
و مظہر اعلی حضرت امام المناظرین شیر بیشۂ سنت الشاہ مفتی
حشمت علی خان قادری رضوی رضی المولیٰ عنہ

ماہنامہ حشمت ضیا

سنیت کا کام کریں گے فتاویٰ رضویہ عام کریں گے

مدیر اعلی :- نبیرۂ مظہر اعلی حضرت شہزادۂ ناصر ملت علامہ مفتی

محمد مشارب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی

ناشر - مکتبۂ حشمتیہ

ماہنامہ

حشمت ضیا

دسمبر ۲۰۲۲ء

مدیر اعلی

نبیرۂ مظہر اعلی حضرت شہزادۂ ناصر ملت

علامہ مفتی **محمد مشارب الحشمت** صاحب قبلہ حشمتی

ناشر

مکتبۂ حشمتیہ

بفیضِ رُوحانی

سیف اللہ والرسول **حضرتِ خالد بن ولید** رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا

ثم

حضرت سلطان **سید احمد کبیر رفاعی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زیر سایۂ کرم

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، شیر ہندوستان حشمتی شمشیر

فاتح کشمیر امام حق **حضرت علامہ مفتی محمد ادریس رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، عارف باللہ، قطب زمن

مفتی اعظم پیلی بھیت **حضرت علامہ مفتی محمد معصوم رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، صاحب کشف و کرامت،

مشکوۃ العارفین، جنید زماں **حضرت علامہ مفتی محمد ناصر رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

نبیرۂ مظہر اعلیٰ حضرت، محقق عصر، رئیس التحریر،

مصنف کتب کثیرہ **حضرت علامہ مفتی محمد فاران رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

فہرست

۱	رد علماء سوء (قسط دوم)	حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی المولیٰ عنہ	7
۲	ردّ نصاریٰ	سرکار اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم دین وملت امام احمد رضا خان قادری رضی المولیٰ عنہ	21
۳	اسرار الاحکام بانوار القرآن (قسط ہفتم)	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ	27
۴	تیری خدمت کے قائل تو سبھی سنی مسلماں ہیں	علامہ مفتی عطاء المصطفی صاحب قبلہ حشمتی علیمی دامت برکاتہم العالیہ	37
۵	عقائد اہل سنت قرآن وحدیث کی روشنی میں (قسط چہارم)	علامہ مولانا غلام ناصر حشمتی ناصری دامت برکاتہم العالیہ	44

نوٹ: تمام مشمولات کی صحت ودرستگی پر مجلس ادارت کی گہری نظر رہتی ہے پھر بھی اگر کوئی شرعی غلطی راہ پاجائے تو آگاہ فرماکر اجر کے مستحق بنیں۔ ان شاءاللہ تعالیٰ کسی قریبی شمارے میں تصحیح کردی جائیگی۔

نعت شریف

بخت خفتہ نے مجھے روضہ پہ جانے نہ دیا

از — حضور مفتی اعظم ہند رضی المولیٰ عنہ

بخت خفتہ نے مجھے روضہ پہ جانے نہ دیا
چشم و دل سینے کلیجے سے لگانے نہ دیا

آہ قسمت مجھے دنیا کے غموں نے روکا
ہائے تقدیر کہ طیبہ مجھے جانے نہ دیا

پاؤں تھک جاتے اگر پاؤں بناتا سر کو
سر کے بل جاتا مگر ضعف نے جانے نہ دیا

اتنا کمزور کیا ضعف قویٰ نے مجھ کو
پاؤں تو پاؤں مجھے سر بھی اٹھانے نہ دیا

سر تو سر جان سے جانے کی مجھے حسرت ہے
موت نے ہائے مجھے جان سے جانے نہ دیا

حال دل کھول کے دل آہ ادا کر نہ سکا
اتنا موقع ہی مجھے میری قضا نے نہ دیا

ہائے اس دل کی لگی کو میں بجھاؤں کیونکر
فرط غم نے مجھے آنسو بھی گرانے نہ دیا

ہاتھ پکڑے ہوئے لے جاتے جو طیبہ مجھ کو
ساتھ اتنا بھی تو میرے رفقا نے نہ دیا

سجدہ کرتا جو مجھے اس کی اجازت ہوتی
کیا کروں اذن مجھے اس کا خدا نے نہ دیا

حسرت سجدہ یونہی کچھ تو نکلتی لیکن
سر بھی سرکار نے قدموں پہ جھکانے نہ دیا

کوچۂ دل کو بسا جاتی مہک سے تیری
کام اتنا بھی مجھے بادِ صبا نے نہ دیا

کبھی بیمارِ محبت بھی ہوئے ہیں اچھے
روز افزوں ہے مرض کام دوا نے نہ دیا

شربتِ دید نے اور آگ لگا دی دل میں
تپش دل کو بڑھایا ہے بجھانے نہ دیا

اب کہاں جائے گا نقشہ ترا میرے دل سے
تہ میں رکھا ہے اسے دل نے گمانے نہ دیا

دلیس سے ان کے جو الفت ہے تو دل نے میرے
اس لئے دلیس کا جنگلہ بھی تو گانے نہ دیا

دلیس کی دھن ہے وہی راگ الاپا اس نے
نفس نے ہائے خیال اس کا مٹانے نہ دیا

نفس بدکار نے دل پر یہ قیامت توڑی
عمل نیک کیا بھی تو چھپانے نہ دیا

نفسِ بدکیش ہے کس بات کا دل پہ شاکی
کیا برا دل نے کیا ظلم کمانے نہ دیا

میرے اعمال کا بدلہ تو جہنم ہی تھا
میں تو جاتا مجھے سرکار نے جانے نہ دیا

میرے اعمالِ سیہ نے کیا جینا دوبھر
زہر کھاتا ترے ارشاد نے کھانے نہ دیا

اور چمکتی سی غزل کوئی پڑھوائے **نوریؔ**
رنگ اپنا ابھی جمنے شعرا نے نہ دیا

رد علماء سوء (قسط دوم)

از - حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی المولیٰ عنہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-

مررت لیلة اسری باقوامی تقرض شفاهم بمقارض من نار فقلت من انتم فقالو کنا نامر بالخیر ولا ناتیه ونتهی عن الشروناتیه

شب معراج میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جنکے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے میں نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا ہم نیکی کا حکم دیتے تھے اور خود نیکی نہیں کرتے تھے اور برائی سے روکتے تھے حالانکہ خود اسکے مرتکب ہوتے تھے۔

نیز آپ نے فرمایا:-

هلاك امتی عالم فاجر وعابد جاهل وشرالشراراشرار العلماء وخیرالجیار خیار العلماء۔

میری امت کی ہلاکت کا باعث بدکار عالم اور جاھل عابد ہے اور بدترین لوگ برے علماء ہیں اور سب سے بہترین لوگ بہترین علماء ہیں۔

حضرت اوزاعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں تابوتوں نے کفار کے مردہ جسموں کی بدبو کی شکایت کی تو اللہ تعالی نے اُنہیں بتایا کہ برے علماء کا دل اس سے زیادہ بدبودار ہے جس میں تم ہو۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ فرماتے ہیں مجھے خبر ملی ہے کہ قیامت کے دن فاسق علماء کا حساب بت پرستوں سے بھی پہلے ہوگا۔

ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو شخص علم نہیں رکھتا اسکے لیے ایک بار خرابی ہے اور جو عالم عمل نہیں کرتا اسکے لیے سات بار خرابی ہے۔

حضرت شعبی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں قیامت کے دن اہل جنت کا ایک طبقہ جہنمیوں کی ایک جماعت کی طرف جھانکے گا اور وہ ان سے کہیں گے نیکی کا حکم دیتے تھے اور خود عمل نہیں کرتے

تھے اور برائی سے روکتے تھے لیکن خود نہیں چھوڑتے تھے۔

حضرت حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا قیامت کے دن اس عالم سے زیادہ حسرت کسی کو نہ ہوگا جس نے لوگوں کو سکھایا اور انہوں نے عمل کیا لیکن خود اس نے عمل نہ کیا لہٰذا وہ اس عمل کے سبب کامیاب ہوگئے اور یہ ہلاک ہوگیا۔

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب کوئی عالم اپنے علم پر عمل نہیں کرتا تو لوگوں کے دلوں سے اس کا وعظ اس طرح پھسلتا ہے جیسے صاف (سیدھے) پتھر سے قطرہ پھسل جاتا ہے۔

کسی شاعر نے کہا ہے۔ اے لوگوں کو وعظ کرنے والے تُم تو تہمت زدہ ہو کیونکہ جو عیب ان میں بتاتے ہو وہ خود کرتے ہو تُم بہت کوشش سے اور زور لگا کر اُن کو نصیحت کرتے ہو لیکن مجھے اپنی عمر کی قسم ہلاکت خیز چیزیں تمہاری جانب آرہی ہے تُم دنیا اور اُسکی طرف راغب لوگوں کو برا کہتے ہو جب کہ خود اس سے زیادہ دنیا میں رغبت رکھتے ہو۔

ایک دوسرے شاعر نے کہا۔

ایسے کام سے نہ روکو جس کی مثل خود کرتے ہو اگر تم ایسا کروگے تو یہ بڑے شرم کی بات ہے۔

حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ نے فرمایا۔ میں مکہ مکرمہ میں ایک پتھر کے پاس سے گذرا اس پر لکھا ہوا تھا مجھے اُلٹ کر عبرت حاصل کرو۔ میں نے الٹایا تو اس پر لکھا ہوا تھا تُم اپنے علم پر عمل نہیں کرتے اور جو کچھ نہیں جانتے اُسکی طلب میں ہو۔

حضرت ابن سماک نے فرمایا۔ کتنے ہی لوگ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتے ہیں لیکن خود اسے بھول جاتے ہیں کتنے ہی ڈرانے والے خود اللہ تعالیٰ پر جرأت کرتے ہیں۔ کتنے ہی لوگ دوسروں کو خدا تعالیٰ کے قریب کراتے ہیں اور خود اُس سے دور ہوتے ہیں کتنے ہی لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں اور خود بھاگتے ہیں کتنے ہی لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں لیکن اُسکی آیات سے علحیدہ رہتے ہیں۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے فرمایا۔ ہم نے اپنے کلام کو عمدہ بتایا اور اس میں کوئی غلطی نہ کی لیکن اپنے اعمال میں غلطی کی اسے درست نہ کیا۔

حضرت اوزاعی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں جب فصاحت وبلاغت آتی ہے خشوع چلا جاتا ہے۔

حضرت کمحول حضرت عبدالرحمن بن غنم سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں ہم مسجد قبا میں علم کے درس وتدریس میں مشغول تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ ہمارے پاس تشریف لائے آپ نے فرمایا۔

تعلموا ماشئتم فلن یاجرکم حتی تعلمو۔

جو چاہو سیکھو لیکن اللہ تعالیٰ ہر گز تمہیں اجر نہیں دیگا جب تک عمل نہیں کروگے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ جو شخص علم حاصل کرتا ہے لیکن اس پر عمل نہیں کرتا اُس کی مثال اس عورت جیسی ہے جو چھپ کر زنا کرتی ہے اور حاملہ ہو جاتی ہے اور اسکا حمل ظاہر ہو جاتا ہے تو وہ رسوا ہوتی ہے اسی طرح جو شخص اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے سامنے رسوا فرمائے گا۔

حضرت معاذ رحمہ اللہ نے فرمایا عالم کی لغزش سے ڈرو کیوں کہ مخلوق کے نزدیک اُسکی قدر و منزلت زیادہ ہے اور لوگ اُسکی لغزش کے پیچھے چلتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ جب کوئی عالم پھسلتا ہے تو اسکے پھسلنے سے مخلوق میں سے ایک جہان پھسلتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں؛ تین باتیں ایسی ہیں جن سے اہل زمانہ برباد ہو جاتے ہیں ان میں سے ایک عالم کا پھسلنا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا جس میں دل کا مٹھاس خارا ہو جائیگا اس وقت کسی عالم اور

طالب علم کو اُس کے علم سے نفع نہیں ہوگا علماء کے دل بنجر کھیت کی طرح ہو جائیں گے اس پر بارش ہوتی ہے لیکن مٹھاس پیدا نہیں ہوتی اور یہ اس وقت ہوگا جب علماء کے دل دنیا کی محبت کی طرف مائل ہو جائیں گے اور وہ اسے اخرت پر ترجیح دیں گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ دلوں سے حکمت کے چشمے نکال دے گا اور ہدایت کے چراغ بجھا دے گا۔ جب تو کسی عالم سے ملاقات کرے گا تو وہ کہے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے لیکن اس کے عمل سے گناہ ظاہر ہوگا۔ اس دن زبانوں میں کس قدر چاشنی ہوگی لکین دل خشک ہونگے۔ مجھے اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ صرف اس لیے ہوگا کہ اساتذہ نے غیر خدا کیلئے سکھایا طلبہ نے غیر خدا کے لئے سیکھا۔

تورات اور انجیل میں لکھا ہے جو چیز نہیں جانتے اس کا علم اُس وقت تک حاصل نہ کرو جب تک سیکھے ہوئے پر عمل نہ کرلو۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تُم اس زمانے میں ہو کہ اس میں جو شخص علم کے دسویں حصہ پر عمل کو چھوڑ دے تو ہلاک ہوگا اور عنقریب وہ زمانہ آئیگا کہ حاصل کردہ علم کے دسویں حصہ پر بھی عمل کرلے تو نجات پائے گا۔ کیونکہ اس وقت جھوٹوں کی کثرت ہوگی جان لو کہ عالم کی مثال قاضی جیسی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قاضی تین قسم کے ہیں:

۱) وہ قاضی جو اپنے علم کے مطابق حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے یہ جنت میں جائے گا۔

۲) وہ قاضی جو ظلم کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے وہ جہنّم میں جائیگا جانتا ہو یا نہ۔

۳) اور وہ قاضی جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف فیصلہ کرتا ہے وہ بھی جہنّم میں جائیگا۔

حضرت کعب رحمہ اللہ فرماتے ہیں آخری زمانے میں کچھ علماء ہونگے جو لوگوں کو دنیا سے بے رغبتی کا سبق دینگے اور خود اس سے الگ نہیں ہونگے لوگوں کو خوفِ خدا کی تعلیم دینگے خود نہیں ڈریں گے، لوگوں کو حکمرانوں کے پاس جانے سے منع

کرینگے لیکن خود اُن کے پاس جائینگے دنیا کو آخرت پر ترجیح دینگے اپنی زبانوں کی کمائی کھائیں گے، امراء کے قریب ہونگے غرباء کے قریب نہیں جائینگے، علم پر ایک دوسرے سے یوں لڑیں گے جس طرح عورتیں مردوں پر لڑتی ہیں، اگر انکا کوئی ساتھی کسی دوسرے عالم کے پاس جاکر بیٹھے گا تو وہ اس پر غصہ کرینگے یہ لوگ متکبّر اور اللہ تعالیٰ کے دشمن ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بعض اوقات شیطان تمہیں علم کے ذریعے ہلاک کرتا ہے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ وہ کیسے آپ نے فرمایا وہ کہتا ہے علم طلب کرو اور جب تک علم مکمل نہ ہو جائے عمل نہ کرو چناچہ وہ ہمیشہ علم حاصل کرنے کے بارے میں کہتا رہتا ہے اور عمل کے معاملے میں ہلاک کرتا ہے حتٰی کہ موت آجاتی ہے اور وہ عمل نہیں کرتا۔

حضرت سرّی سقتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک شخص جو ظاہری علوم پر بڑا حریص تھا عبادت کے لئے گوشہ نشیں ہو گیا میں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا میں نے خواب میں کسی شخص کو دیکھا وہ کہہ رہا تھا اللہ تعالیٰ تجھے ضائع کردے کب تک علم کو ضائع کریگا میں نے کہا میں تو اُسکی حفاظت کرتا ہوں اُس نے کہا علم کی حفاظت عمل کے ساتھ ہوتی ہے چنانچہ میں نے مزید علم کی طلب چھوڑ کر عمل شروع کردیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں علم کثرتِ روایات کا نام نہیں علم تو خشیت الٰہیہ کا نام ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو کچھ سیکھنا چاہو سیکھو لیکن اللہ تعالیٰ تمہیں اس وقت تک اجر عطا نہیں فرمائے گا جب تک عمل نہیں کروگے، بیوقوفوں کا مقصد علمِ روایت ہے اور علماء کا مقصد اس علم کی پاسداری ہے۔

حضرت مالک رحمہ اللہ نے فرمایا علم حاصل کرنا اچھی بات ہے اور اسے پھیلانا بھی اچھی بات ہے جب کہ نیت صحیح ہو لیکن دیکھا کرو کہ جو چیز صبح سے شام تک تمہارے ساتھ رہتی ہے اُس پر کسی دوسری چیز کو ترجیح نہ دو یعنی عمل کرو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قرآن پاک اس لئے نازل ہوا کہ اس پر عمل کیا جائے تو تم نے اس کے درس کو بھی عمل سمجھ رکھا ہے عنقریب ایک ایسی قوم آئیگی جو اسے نیزے کی طرح سیدھے کریگی وہ تُم میں سے بہتر لوگ نہیں ہونگے وہ عالم جو عمل نہیں کرتا وہ اُس مریض کی طرح ہے جو دوائی کی تعریف کرتا ہے اور اس بھوکے کی طرح ہے جو کھانوں کی لذتوں کی تعریف کرتا ہے لیکن وہ اُنہیں حاصل نہیں کرتا۔

اس سلسلے میں ارشاد خداوندی ہے:

ولکم الویل مما تصیفون

اور تمہارے لیے اس چیز سے خرابی ہے جو تُم بیان کرتے ہو۔

اور حدیث شریف میں ہے مجھے جن باتوں کا خوف ہے اُن میں سے عالم کی لغزش اور منافق کا قرآن پاک میں جھگڑنا بھی ہے۔

اُن علمائے آخرت کی علامات میں سے ایک یہ ہے اُس کا ارادہ اُس علم کو حاصل کرنا ہو جو آخرت میں نفع دیتا ہے اور عبادت میں رغبت پیدا کرتا ہے وہ ایسے علوم سے اجتناب کرے جن کا نفع کم ہے اور جھگڑا نیز بحث مباحثہ زیادہ ہے۔ جو شخص علمِ اعمال سے اعراض کرتا اور جھگڑوں میں مشغول رہتا ہے وہ اُس بیماری کی طرح ہے جو بہت سی بیماریوں میں مبتلا ہو، اور ایسے تنگ وقت میں ماہر طبیب مل جائے جب اُسکی ہلاکت کا خطرہ ہو تو وہ جڑی بوٹیوں اور دوائیوں کی خصوصیات اور طب کی عجیب و غریب باتوں کے بارے میں سوال شروع کردی اور اس اہم بات کو چھوڑ دے جس میں وہ جکڑا ہوا ہے۔ یہ محض بیوقوفی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے کہا مجھے علم کی عجیب و غریب باتیں بتایئے آپ نے اس سے فرمایا تم نے بنیادی علم میں کیا عمل کیا؟ اس نے پوچھا بنیادی علم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا تُم نے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کی ہے؟ اُس نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا تو نے اُسکی حق کی

ادائیگی میں کیا کہا؟ اُس نے عرض کیا جو اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ آپ نے فرمایا تجھے موت کی پہچان حاصل ہے اُس نے کہا جی ہاں، آپ نے فرمایا تو نے اُس کے لیے کیا تیاری کی ہے اُس نے کہا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ نے فرمایا جاؤ اور ان امور میں پختگی اختیار کرو پھر آنا ہم تجھے علم کی عجیب باتیں سکھائیں گے۔

تو اس طرح کے فن کو حاصل کرنے اور سمجھنے کا اہتمام علمائے آخرت ہی کرتے ہیں جہاں تک علماء دنیا کا تعلق ہے تو وہ اس چیز میں مشغول ہوتے ہیں جس کے ذریعے مال اور مرتبہ کا حصول آسان ہو جائے، اور اس قسم کے علوم جن کے ساتھ اللہ تعالی نے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا، ان کو چھوڑ دیتے ہیں حضرت ضحاک بن مزاحم نے فرمایا میں نے ان اسلاف کو پایا کہ وہ ایک دوسرے کو تقویٰ سکھاتے تھے اور آج یہ لوگ کلام کے علاوہ کچھ نہیں سیکھتے علمائے آخرت کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ کھانے پینے میں آسائش، لباس میں زیب و زینت گھریلو سامان اور مکان میں زیادہ حسن و خوبصورتی کی طرف مائل نہیں ہوتے، بلکہ ان تمام چیزوں میں میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔ اور اس سلسلے میں پہلے بزرگوں کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ اور کم از کم پر اکتفاء کرنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جب بھی قلیل مقدار کی طرف ان کا میلان بڑھے گا اللہ تعالی کا قرب زیادہ ہوگا۔ اور علمائے آخرت کے مرتبے کی طرف ترقی کرے گا۔ اس سلسلے میں حضرت ابو عبد اللہ خواص رحمہ اللہ کی حکایت شاہد ہے۔ وہ حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے تھے وہ فرماتے ہیں میں حضرت حاتم کے ہمراہ علاقہ رے۔ کی طرف گیا ہمارے ساتھ تین سو بیس افراد تھے اور ہم حج کا ارادہ رکھتے تھے وہ سب کمبل پوش تھے نہ اس کے پاس توشہ دان تھا اور نہ کھانا، ہم ایک تاجر کے پاس اترے جو تنگ دست تھا لیکن مساکین سے محبت کرتا تھا اس نے اس رات ہماری مہمان نوازی کی جب دوسرا دن ہوا تو اس نے حضرت حاتم سے کہا آپ کی کچھ ضرورت ہو تو بتائیں کیوں کہ میں ایک فقیہ کی عیادت کے لیے جارہا ہوں جو بیمار ہے۔ حضرت حاتم نے فرمایا بیمار پرسی فضیلت کا کام ہے اور

فقیہ (عالم) کو دیکھنا عبادت ہے لہذا میں بھی تمہارے ساتھ جاتا ہوں جو شخص بیمار تھا وہ محمد بن مقاتل تھے جو رے کے قاضی تھے۔ جب ہم دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک بلند اور خوبصورت محل ہے حضرت حاتم سوچ میں پڑ گئے اور فرمانے لگے ایک عالم کا دروازہ اس انداز کا ؟ پھر انہیں اجازت دی گئی تو اندر داخل ہوئے تو کیا دیکھا کہ ایک خوبصورت اور نہایت کشادہ مکان ہے اور اس پر پردے لٹکے ہوئے ہیں، حضرت حاتم متفکر ہو گئے پھر اس مجلس کی طرف گئے جس میں وہ قاضی صاحب تھے۔ تو دیکھا کہ ایک نرم بچھونا ہے وہ اس پر آرام فرماہیں سر کی طرف ایک غلام پنکھا لیے کھڑا ہے تاجر جو زیارت کے لیے آیا تھا۔ سر کے پاس بیٹھا اور حال دریافت کرنے لگا۔ جب کہ حضرت حاتم اسی طرح کھڑے تھے۔ ابن مقاتل نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھ جائیں انہوں نے فرمایا میں نہیں بیٹھوں گا، اس نے پوچھا آپ کو کوئی کام ہے؟ فرمایا ہاں کہا کیا ہے؟ فرمایا میں آپ سے ایک مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کا پوچھئے، آپ نے فرمایا سیدھے ہو کر بیٹھ جائیں تاکہ میں آپ سے سوال کروں، وہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے حضرت حاتم رحمہ اللہ نے فرمایا آپ نے یہ علم کہاں سے حاصل کیا ہے ؟ انہوں نے کہا نہایت بااعتماد حضرات نے مجھ سے بیان کیا پوچھا انہوں نے کس سے حاصل کیا؟ کہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے۔ پوچھا صحابہ کرام نے کس سے علم حاصل کیا کہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس سے حاصل کیا؟

حضرت جبریل کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا ہے، حضرت حاتم رحمہ اللہ نے پوچھا کہ جو کچھ حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالی کی طرف سے پہنچایا حضور علیہ السلام سے صحابہ کرام تک اور صحابہ کرام نے ثقہ اور بااعتماد لوگوں تک پہنچایا اس میں آپ نے سنا ہے کہ جس شخص کا مکان اونچا اور وسیع ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی قدرو منزلت زیادہ ہو گی؟ انہوں نے کہا نہیں پوچھا آپ

نے کیا سنا ہے؟ میں نے یہ سنا ہے کہ جو شخص دنیا سے بے رغبتی اختیار کرے گا، آخرت میں رغبت کرے گا، مساکین سے محبت کرے گا، آخرت کے لیے آگے بھیجے گا اللہ تعالی کے ہاں اس کا مقام و مرتبہ ہوگا حضرت حاتم رحمہ اللہ نے پوچھا تو آپ نے کس کی پیروی کی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسل کی صحابہ کرام کی، صالحین کی؛ یا فرعون اور نمرد کی جس نے سب سے پہلے چونے اور اینٹوں کا مکان بنایا۔ اے علماء سو! ایک جاہل حریص اور دنیا سے رغبت کرنے والا جب تمہارے جیسے لوگوں کو اس حالت میں دیکھتا ہے تو کہتا ہے ایک عالم اس حالت میں ہے تو کیا میں اس سے بدتر نہیں اس کے بعد حضرت حاتم وہاں سے چلے گئے اور ابن مقاتل کی بیماری بڑھ گئی ہو سکتا ابن مقاتل اور ان کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی، اہل رے کو اس کا علم ہو گیا انہوں نے حضرت حاتم سے کہا کہ قزوین میں طنافسی کو اس سے زیادہ فراخی حاصل ہے حضرت حاتم قصدا ادھر چل پڑے جب اس کے پاس داخل ہوئے تو فرمایا اللہ تعالی تم پر رحم فرمائے میں ایک عجمی شخص ہوں دین کی ابتدائی باتیں اور نماز کی چابی یعنی وضو کے بارے میں سیکھنا چاہتا ہوں میں نماز کے لیے کیسے وضو کروں انہوں نے کہا بہت بہتر پھر غلام سے کہا کہ پانی کا برتن لاؤ وہ برتن لائے تو طنافسی نے بیٹھ کر وضو کیا اور تین تین بار اعضاء کو دھویا پھر کہا اُس طرح وضو کرو حضرت حاتم نے کہا آپ اپنی جگہ ٹھہریں تاکہ میں آپ کے سامنے وضو کروں اور میرا مقصد مضبوط ہو جائے طنافسی کھڑے ہو گئے اور حاتم بیٹھ گئے وضو کیا اور بازؤں کو چار چار بار دھویا طنافسی نے کہا اے فلاں تو نے فضول خرچی کی ہے حضرت حاتم نے اس سے فرمایا کس چیز میں کہا آپ نے اپنے بازؤں کو چار چار بار دھویا حضرت حاتم نے کہا سبحان اللہ العظیم میں نے ایک چلو پانی میں اسراف کیا اور تُم نے ان تمام چیزوں کو جمع کر کے بھی اسراف نہیں کیا طنافسی کو معلوم ہو گیا کہ ان کا مقصد یہ تھا سیکھنا مقصود نہ تھا۔

وہ گھر میں داخل ہو گئے اور چالیس دن تک لوگوں کی طرف باہر نہ آئے جب حضرت حاتم بغداد پہنچے تو تمام اہل بغداد انکے پاس اکھٹے ہو گئے اور کہنے

لگے اے ابو عبدالرحمن آپ ایک عجمی شخص ہے اور رک رک کر بات کرتے ہیں مگر آپ سے جو بھی کلام کرتا ہے اُس کا منہ توڑ جواب دیتے ہیں انہوں نے فرمایا مجھے تین باتیں حاصل ہیں اُنہیں اپنے مخالف کے سامنے ظاہر کرتا ہوں جب میرا مخالف درست بات کرتا ہے تو میں خوش ہوتا ہوں جب وہ غلطی کرتا ہے تو میں غمگیں ہو جاتا ہوں اور مخالف کے ساتھ جہالت کا سلوک کرنے سے اپنے نفس کو بچاتا ہوں یہ بات حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تک پہنچی تو انہوں نے فرمایا سبحان اللہ وہ کتنے عقلمند شخص ہیں ہمیں بھی ان کے پاس لے چلو جب ان کے پاس پہنچے تو امام احمد بن حنبل نے ان سے پوچھا اے ابو عبدالرحمن دنیا سے سلامتی کس بات میں ہے؟

انہوں نے فرمایا اے ابو عبداللہ جب آپ میں چار خصلتیں نہ ہو آپ دنیا سے نہیں بچ سکتے۔

۱) لوگوں کی جہالت سے در گزر کرو۔

۲) ان کے ساتھ جہالت سے پیش نہ آؤ۔

۳) انہیں کچھ دو۔

٤) اور اُن کے مال سے مایوس رہو۔

جب تمہاری یہ حالت ہو گی تو دنیا سے بچ جاؤ گے۔

پھر حضرت حاتم مدینہ منورہ چلے گئے اہل مدینہ نے آپ کا استقبال کیا۔

آپ نے فرمایا اے قوم یہ کونسا شہر ہے انہوں نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ طیبہ ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محل کہاں ہے جہاں میں نماز پڑھوں۔ انہوں نے عرض کیا آپ کا تو کوئی محل نہ تھا آپ کا خانۂ اقدس زمین کے بلکل قریب تھا بہت بلند نہ تھا۔ فرمایا صحابہ کرام کے محلات کہاں ہیں فرمایا اُن کے بھی محلات نہیں تھے اُن کے گھر بھی زمین سے ملے ہوئے پشت تھے۔ حضرت حاتم نے فرمایا اے قوم پھر تو یہ فرعون کا شہر ہے۔ چنانچہ لوگ آپ کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے اور کہا کہ یہ ایک عجمی شخص ہے اور کہتا ہے کہ یہ فرعون کا شہر ہے۔ حاکم نے پوچھا ایسا

کیوں ہے؟ حضرت حاتم نے فرمایا: "مجھ پر جلدی نہ کیجئے میں ایک عجمی مسافر آدمی ہوں میں شہر میں داخل ہوا تو پوچھا یہ کس کا شہر ہے۔ انہوں نے کہا یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر مدینہ منورہ ہے میں نے پوچھا آپ کا محل کہاں ہے؟ پھر آپ نے تمام واقعہ سنایا۔ اُس کے بعد فرمایا اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنہ

تمہارے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

تُم نے کس نمونے کو اختیار کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا یا فرعون کا جس نے سب سے پہلے چونے اور اینٹوں کی عمارت بنائی چنانچہ وہ آپ سے الگ ہوگئے اور آپ کو چھوڑ دیا۔ تو یہ حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ کا واقعہ ہے اکابر اسلاف کی شکستہ حالی اور زینت ترک کرنے کے بارے میں اپنے مقام پر ذِکر ہوگا ہو جو اس بات پر شاہد ہے۔

علماء آخرت کا طریقۂ احتیاط ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دیہات میں رہائش رکھتا ہے اُس نے ظلم کیا جس نے شکار کا پیچھا کیا وہ غافل ہوا اور جو شخص بادشاہ کے پاس گیا وہ فتنہ میں مبتلا ہوا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عنقریب تم پر کچھ لوگ حکمرانی کرینگے تُم اُن سے اچھے کام بھی دیکھوں گے اور برے بھی۔ تو جس نے ان کہ انکار کیا بری الزمہ ہو گیا اور جس نے دل اس ناپسند کیا وہ بھی بچ گیا لیکن جو شخص راضی ہوا اور ان کی اتباع کی اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور رکھے گا۔ عرض کیا گیا ہم ان سے لڑتی نہ کریں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں جب تک وہ نماز پڑھیں۔

حضرت سفیان فرماتے ہیں جہنّم میں ایک وادی ہے جس میں صرف قاری حضرات رہینگے جو امراء کی ملاقات اور زیارت کے لئے جاتے ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا فتنوں کی جگہ سے بچو پوچھا گیا وہ کونسی جگہیں ہیں فرمایا وہ امراء کے دروازے ہیں۔

تُم میں سے ایک شخص کسی حکمران کے پاس جاتا ہے اور اس کے جھوٹ کو سچ قرار دیتا ہے اور ایسی ایسی باتیں کہتا ہے جو اُس میں پائی نہیں جائیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علماء کرام اللہ تعالیٰ کے بندوں پر رسل عظام کے امانتدار ہیں جب تک حکمرانوں سے میل جول نہ رکھیں جب وہ جب وہ ایسا کریں تو انہوں نے رسولوں سے خیانت کی پاس اُن اس بچو اور الگ رہو۔ اس حدیث کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رویت کیا ہے۔

حضرت اعمش سے کہا گیا آپ نے اپنے شاگردوں کی کثرت کے باعث علم کو زندہ رکھا انہوں کہا جلدی نہ کرو حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے تہائی حصہ تو پختہ ہونے سے پہلے مر جاتے ہیں دوسری تہائی بادشاہوں کے دروازوں سے چمٹ جاتے ہیں وہ مخلوق میں سے برے لوگ ہیں اور باقی تیسری تہائی میں تھوڑے ہے فلاح پایں گے۔

اس لیے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب تم کسی عالم کو امراء کے پاس آتا جاتا دیکھو تو اُس سے بچو وہ چور ہے۔ حضرت اوزاعی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس عالم سے بری چیز کوئی نہیں کو کسی حکمران سے ملاقات کرتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بد ترین علماء وہ ہیں جو امراء کے پاس جاتے ہیں اور بہترین امراء وہ ہے جو علماء کے پاس جاتے ہیں۔

حضرت مکحول دمشقی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جس نے قرآن پاک سیکھا اور دین کی سمجھ حاصل کی پھر خوشامد اور لالچ کے طور پر حکمران کی مجلس اختیار کی وہ اپنے گناہوں کے برابر جہنّم میں غوطے کھائے گا۔

حضرت سمنون فرماتے ہیں۔ وہ عالم کتنا برا ہے جب کوئی اُس کے پاس جائے تو اسے نہ پائے اُس کے

بارے میں پوچھا جائے تو بتایا جائے کہ وہ حکمران کے پاس ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں سنا کرتا تھا کہا جاتا تھا جب کسی عالم کو دیکھو کہ وہ دنیا سے محبّت کرتا ہے تو اُسے دین کے معاملے میں تہمت زدہ جانو حتٰی کہ میں نے اس بات کا تجربہ کیا کہ جب میں حاکم کے پاس جاتا ہوں تو باہر نکلنے کے بعد نفس کا محاسبہ کرتا ہوں تو اس میں بہت دورِ جانتا ہوں حالانکہ تم دیکھتے ہو کہ میں اس سے ملاقات کے وقت کس قدر سختی اور درشتی سے پیش آتا ہوں اور اُس کی خواہشات کی بہت زیادہ مخالفت کرتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ اُس کے پاس جانے سے بچ جاؤں پھر میں اُس سے کوئی چیز لیتا بھی نہیں ہُوں نہ اُس کے ہاں پانی کا ایک گھونٹ پیتا ہوں۔ پھر فرمایا۔

ہمارے زمانے کے علماء بنی اسرائیل کے علماء سے برے ہے وہ اُنہیں ایسی باتیں بتاتے ہیں جن میں رخصت آسانی ہو اور اُن کی مرضی کے مطابق ہو اگر وہ اُن کی خرابیوں پر آگاہ کریں اور اُن سے نجات کی باتیں بتائیں تو حکمران اُنہیں گراں جانیں اور اُن کا اپنے پاس آنا ناپسند کریں حالانکہ یہ بات اُن کے رب کے پاس نجات کہ باعث ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں تُم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا وہ اسلام میں سبقت رکھتا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی تھا حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان کی مراد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ہے وہ فرماتے ہیں وہ بادشاہوں کے پاس نہیں جائے تھے بلکہ اُن سے نفرت کرتے تھے اُن کے بیٹوں نے عرض کیا کہ بادشاہ کے پاس وہ لوگ جاتے ہیں کو صحابیت اور اسلام میں مقدم ہونے کے اعتبار سے آپ کی مثل نہیں ہیں اگر آپ بھی اُن کے پاس جائیں تو کیا حرج ہے؟

انہوں نے فرمایا اے میرے بیٹو! کیا میں اُس مردار دنیا کے پاس جاؤں جیسے ایک قوم نے گھیر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم جب تک ہو سکا میں اُن کے ساتھ شریک نہیں ہونگا انہوں نے عرض کیا ابّا جان اس طرح تو ہم کمزور ہو کر ہلاک ہو جائینگے انہوں نے فرمایا اے بیٹو! میں ایک لاغر مومن کی صورت میں

فوت ہونے کو موٹے منافق کی صورت میں مرنے پر ترجیح دیتا ہوں۔

حضرت حسن فرماتے ہیں اللہ کی قسم وہ جیت گئے ہیں کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ مٹی گوشت اور موٹاپے کو کھا جاتی ہے ایمان کو نہیں کھا سکتی اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو آدمی حکمران کے پاس جاتا ہے وہ منافق سے کسی طرح بھی بچ نہیں سکتا۔اور منافقت ایمان کی ضد ہے۔

(احیاء العلوم شریف، جلد ۱)

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

ردّ نصاریٰ

از: سرکار اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم دین وملت امام احمد رضا خان قادری رضی المولیٰ عنہ

سبحان اللہ! اللہ اللہ کہاں اللہ رب السمٰوٰت والارض عالم الغیب والشہادہ سبحٰنہ وتعالیٰ اور کہاں کوئی بے تمیز بونگا ہیولی ہبنقہ ناپاک ناشتہ کھڑے ہو کر موتنے والا ع

ببیں کہ از کہ بریدی وباکہ پیوستی

(دیکھا کہ تونے کس سے قطع تعلق کیا اور کس کے ساتھ منسلک ہوا ہے۔)

خدارا انصاف، وہ عقل کے دشمن، دین کے رہزن، جنم کے کودن کہ ایک اور تین میں فرق نہ جانیں، ایک خدا کے تین مانیں، پھر ان تینوں کو ایک ہی جانیں، بے مثل بے کفو کے لئے جورو بتائیں، بیٹا ٹھہرائیں، اس کی پاک باندی ستھری کنواری پاکیزہ بتول مریم پر ایک بڑھئی کی جورو ہونے کی تہمت لگائیں، پھر خاوند کی حیات خاوند کی موجودگی میں بی بی کے جو بچہ ہوا سے دوسرے کا گائیں، خدا کا بیٹا ٹھہرا کر ادھر کافروں کے ہاتھ سے سولی دلوائیں، ادھر آپ اس کے خون کے پیاسے لوٹیوں کے بھوکے روٹی کو اس کا گوشت بنا کر دَر دَر چبائیں، شراب ناپاک کو اس پاک معصوم کا خون ٹھہرا کر غٹ غٹ چڑھائیں، دنیا یوں گزری ادھر موت کے بعد کفار کو اسے بھینٹ کا بکرا بنا کر جہنم بھجوائیں، لعنتی کہیں ملعون بنائیں، اے سبحان اللہ اچھا خدا جسے سولی دی جائے، عجب خدا جسے دوزخ جلائے۔ طرفہ خدا جس پر لعنت آئے جو بکرا بنا کر بھینٹ دیا جائے، اے سبحان اللہ باپ کی خدائی اور بیٹے کو سولی، باپ خدا بیٹا کس کھیت کی مولی، باپ کی جہنم کو بیٹے ہی سے لاگ، سرکشوں کو چھٹی بے گناہ پر آگ، امتی ناجی رسول ملعون، معبود پر لعنت بندے مامون۔ تف تف وہ بندے جو اپنے ہی خدا کا خون چکھیں، اسی کے گوشت پر دانت رکھیں، اف اف وہ گندے جو انبیاء ورسل پر وہ الزام لگائیں کہ بھنگی چمار بھی جن سے گھن کھائیں، سخت فحش بیہودہ کلام

گھڑیں اور کلام الٰہی ٹھہرا کر پڑھیں، زِہ زِہ بندگی خَہ خَہ بندگی خَہ خَہ تعظیم، پَہ پَہ تہ ذیب قَہ قَہ تعلیم (مثال کے لئے دیکھو بائبل پرانا عہد نامہ یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۲۳ ورس (عہ ۱) ۱۵ تا ۱۸) خدا کا معاذ اللہ زنا کی خرچی کو مقدس ٹھہرانا اور اپنے مقربوں کے لئے اسے چن رکھا کہ کھائیں اور مستائیں۔

عہ ۱: وہ عبارت یہ ہے (۱۵) اس دن ایسا ہوگا کہ صور کسی بادشاہ ایام کے مطابق ستر برس تک فراموش ہوجائیں گی، اور ستر برس کے پیچھے صور کو چھنال کے مانند گیت گانے کی نوبت ہوگی۔ (۱٦) او چھنال جو کہ فراموش ہوگئی ہے بربط اٹھالے اور شہر میں پھرا کر تار کو خوب چھیڑ اور بہت سی غزلیں گا تاکہ تجھے یاد کریں (۱۷) کیونکہ ستر برس کے بعد ایسا ہوگا کہ خداوند صور کی خبر لینے آئے گا اور پھر وہ خرچی کے لئے جائے گی اور روئے زمین کی ساری مملکتوں سے زنا کرے گی (۱۸) لیکن اس کی تجارت اور اس کی خرچی خداوند کے لئے مقدس ہوگی اس کا مال ذخیرہ نہ کیا جائے گا اور رکھ چھوڑا جائے گا بلکہ اس کی تجارت کا حاصل ان کے لئے ہوگا جو خداوند کے حضور رہتے ہیں کہ کھا کے سیر ہوں اور نفیس پشاک پہنیں۔

ایضاً کتاب پیدائیش باب ۱۹ ورس (عہ ۲) ۳۰ تا ۳۸ سیدنا لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معاذ اللہ اپنی دختروں سے زنا کرنا بیٹیوں کا باپ سے حاملہ ہو کر بیٹے جننا۔

عہ ۲: (۳۰) لوط اپنی دونوں بیٹیوں سمیت پہاڑ پر جا رہا (۳۱) پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا (۳۲) آؤ ہم باپ کو مے پلائیں اور اس سے ہم بستر ہوں (۳۳) پہلوٹھی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی۔ (۳۴) دوسرے روز پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا دیکھ کل رات میں اپنے باپ سے ہمبستر ہوئی آؤ آج رات بھی اس کو مے پلائیں اور تو بھی جا کے اس سے ہم بستر ہو (۳۵) سو اس رات چھوٹی اس سے ہمبستر ہوئی (۳٦) سو لڑکی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں (۳۷) اور بڑی ایک بیٹا جنی اس کا نام موآب رکھا وہ موآبیوں کا جو اب تک ہیں باپ ہو

(۳۸) اور چھوٹی بھی ایک بیٹا جنی اس کا نام بنی عمی رکھا وہ بنی عمون کا جواب تک ہیں باپ ہوا اھ مختصراً ۱۲۔

ایضاً کتاب دوم اشمویل نبی باب ۱۱ ورس (عہ ۱) ۲ تا ۵ سیدنا داؤد علیہ الصّلوٰۃ والسلام کا اپنے ہمسائے کی خوبصورت جورو کو ننگی نہاتے دیکھ کر بلانا اور معاذ اللہ اس سے زنا کر کے پیٹ رکھانا،

عہ ۱: (۲) ایک دن شام کو داؤد چھت پر ٹہلنے لگا وہاں سے اس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی (۳) تب داؤد نے اس عورت کا حال دریافت کرنے آدمی بھیجے انہوں نے کہا حتی اوریاہ کی جورو (۴) داؤد نے لوگ بھیج کے اس عورت کو بلالیا اور اس سے ہمبستر ہوا وہ اپنے گھر چلی گئی (۵) اور وہ عورت حاملہ ہوگئی سو اس نے داؤد کے پاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں اھ مختصراً۔

ایضاً کتاب حزقیل نبی باب ۲۳ ورس (عہ ۲) یکم تا ۲۱ معاذ اللہ خدا کی دو جوروؤں کا قصہ اور سخت شرمناک الفاظ میں ان کی بے حد زناکاریوں سے شہوت رانیوں کا تذکرہ نیا عہد نامہ پوریس رسول کا خط کلیسٹوں کو باب ۳ ورس ۱۳ نصاری کے یسوع مسیح مصنوع کا ملعون ہونا

الٰی غیرذٰلک مما لایعدو لایحصی۔

عہ ۲: (۱) خداوند کا کلام مجھے پہنچا اس نے کہا (۲) اے آدم زاد! دو عورتیں تھیں جو ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئیں (۳) انہوں نے مصر میں زناکاری کی وے اپنی جوانی میں یار باز ہوئیں وہاں ان کی چھاتیاں ملی گئیں ان کی بکر کے پستان چھوئے گئے (۴) ان میں بڑی کا نام اہولہ اور اس کی بہن اہولیہ اور وے میری جورواں ہوئیں (۵) اہولیہ جن دنوں میں میری تھی چھنالا کرنے لگی اور اسوریوں پر عاشق ہوگئی (۶) وے سر لشکر اور حاکمان تھے دلپسند جوان ارغوانی پوشاک (۷) اس نے ان سب کے ساتھ چھنالہ کیا (۸) اس نے ہرگز اس زناکاری کو جو اس نے مصر میں کی تھی نہ چھوڑا کیونکہ انہوں نے اس کی بکر پستانوں کو ملا تھا اور اپنی زنا اس پر اُنڈیلی تھی (۹) اس لئے میں نے اس کے یاروں کے ہاتھ میں، ہاں اسوریوں کے ہاتھ میں جن پر وہ مرتی تھی کر دیا (۱۰) انہوں نے اس کو بے

ستر کیا (۱۱) اس کی بہن اہولیہ نے یہ سب کچھ دیکھا پر وہ شہوت پرستی میں اس سے بدتر ہوئی، اس نے اپنی بہن کی زناکاری سے زیادہ زناکاری کی (۱۲) وہ بنی اسور جو اس کے ہمسایہ تھے جو بھڑکیلی پوشاک پہنتے اور گھوڑوں پر چڑھتے اور دل پسند جوان تھے، عاشق ہوئی (۱۳) اور میں نے دیکھا کہ وہ بھی ناپاک ہوگئی (۱۴) بلکہ اس نے زناکاری زیادہ کی کیونکہ جب اس نے دیوار پر مردوں کی صورتیں دیکھیں کسدیوں کی تصویریں شنگرف سے کھچی تھیں (۱۵) کمروں پر ٹپکے کسے سروں پر اچھی رنگین پگڑیاں (۱۶) تب دیکھتے ہی وہ ان پر مرنے لگی اور قاصدوں کو ان کے پاس بھیجا (۱۷) سو بابل کے بیٹے آس پاس آکے عشق کے بستر پر چڑھے اور انہوں نے اس سے زنا کر کے اسے آلودہ کیا اور جب وہ ان سے ناپاک ہوئی تو اس کا جی ان سے بھر گیا (۱۸) تب اس کی زناکاری اعلانیہ ہوئی اور اس کی برہنگی بے ستر ہوئی تب جیسا میرا جی اس کی بہن سے ہٹ گیا تھا ویسا میرا دل اس سے بھی ہٹا (۱۹) اس پر بھی اس نے اپنی جوانی کے دنوں کو یاد کر کے جب وہ مصر کی زمین میں چھنالا کرتی تھی زناکاری پر زناکاری کی (۲۰) سو وہ پھر اپنے ان یاروں پر مرنے لگی جن کا بدن گدھوں کا سا بدن اور جن کا انزال گھوڑوں کا سا انزال تھا (۲۱) اس طرح تو نے اپنی جوانی کی شہوت پرستی کہ جس وقت مصری تیری جوانی کے پستانوں کے سبب تیری چھاتیاں ملتے تھے یاد دلائی اھ ملخصاً۔

عہ ۲: مسیح نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کہ وہ ہمارے بدلے میں لعنت ہوا کیونکہ لکھا ہے جو کوئی کاٹھ پر لٹکا دیا گیا سو لعنتی ہے ۱۲۔

اٰمنّا باللہ وماانزل الینا وما انزل الٰی ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وماوتی موسٰی وعیسٰی وماوتی النبیون من ربھم ج لانفرق بین احد منھم قف ونحن لہ مسلمون

ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اتارا گیا ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب اور ان کی اولاد پر، اور جو عطا کئے گئے موسٰی وعیسٰی اور جو عطا کئے گئے باقی انبیاء اپنے رب کے پاس سے ہم

ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں۔

الا لعنۃ اللہ علی الظالمین ۝ الذین یصدّون عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجا ط وھم بالاٰخرۃ ھم کٰفرون ۝ ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لایفلحون ۝

ارے ظالموں پر خدا کی لعنت، جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی چاہتے ہیں اور وہی آخرت کے منکر ہیں۔ وہ جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔

فویل للذین یکتبون الکتٰب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عنداللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا ط فویل لھم ممّا کتبت ایدیھم و ویل لھم ممّا یکسبون ۝

تو خرابی ہے ان کے لئے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہہ دیں یہ خدا کے پاس ہے کہ ان کے عوض تھوڑے دام حاصل کریں، تو خرابی ہے ان کے لئے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ہے ان کے لئے اس کمائی سے۔

للہ للہ یہ قوم یہ قوم یہ سراسر لوم یہ لوگ یہ لوگ جنہیں عقل سے لاگ جنہیں جنون کا روگ، یہ اس قابل ہوئے کہ خدا پر اعتراض کریں اور مسلمان ان کی لغویات پر کان دھریں۔

انّا اللہ وانّا الیہ راجعون۔ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم

(بیشک ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں اور نہیں ہے گناہ سے بچنے کی طاقت اور نہ نیکی کرنے کی قوت مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جو بلندی و عظمت والا ہے۔) یہ پہلے اپنی ساختہ بائبل تو سنبھالیں قاہر اعتراض باہر ایراد اس پر سے اٹھالیں، انگریزی میں ایک مثل کیا خوب ہے کہ شیش محل کے رہنے والا پتھر پھینکنے کی ابتدا کرے یعنی رب جبار قہار کے محکم قلعوں کو تمہاری کنکریوں سے کیا ضرر پہنچ سکتا ہے، مگر ادھر سے ایک پتھر بھی آیا تو حجارۃ من سجّیل (کنکر کا پتھر۔) کا سماں کعصف ماکول (کھائی ہوئی کھیتی۔) کا مزہ چکھادے گا۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۝ واٰخر دعوٰینا ان الحمدللّٰہ رب العٰلمین والصّلٰوۃ والسلام علی خاتم النبیین سیّدنا ومولانا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین اٰمین ۔

اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔اور ہماری دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ سب خوبیوں سراہا اللہ ہے جو رب ہے سارے جہانوں کا۔ اور درود و سلام ہو آخری نبی پر جو ہمارے آقا و مولی محمد مصطفی ہیں اور آپ کے تمام آل و اصحاب پر۔ آمین !

(ماخوذ از رسالہ الصمصام علی مشکک فی اٰیۃ علوم الارحام)

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

اسرار الاحکام بانوار القرآن (قسط ہفتم)

از۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ

عقائد اسلامیہ

س۔ صحیح عقائد کو ایمان کیوں کہتے ہیں۔ ایمان کے معنی کیا ہیں؟

ج۔ ایمان امن سے بنا ہے بمعنی سلامتی۔ چونکہ درستی عقائد آخرت کے عذاب سے امن میں رہنے کا ذریعہ ہیں۔ لہذا ان کا نام ایمان ہوا۔ بندہ اس معنی سے مومن ہے کہ وہ اپنے کو عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔ رب بایں معنی مومن ہے کہ وہ نیک بندوں کو عذاب سے بچاتا ہے۔

س۔ کافر کو مسلمان کرتے وقت کلمہ کیوں پڑھاتے ہیں۔ عیسائیوں کی طرح بپتسمہ یا آریوں کی طرح کوئی چیز کھلاتے کیوں نہیں؟

ج۔ ایمان علم ہے اور عبادات عمل۔ علم کا درجہ عمل سے پہلے ہے۔ ایمان اللہ رسول کو ماننا ہے۔ عبادات ان کی اطاعت کرنا ہے۔ ماننا اطاعت سے مقدم ہے۔

پہلی تبلیغ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار سے اولاً یہ ہی سوال فرمایا۔ کہ بتاؤ میں تم میں کیسا ہوں۔ معلوم ہوا کہ معرفت اللہ و رسول مقدم ہے۔ اعمال دنیا میں ہی رہ جاتے ہیں۔ مگر ایمان ساتھ جاتا ہے۔ جنت میں عمل نہ ہوگا۔ مگر ایمان ہوگا۔

س۔ کلمہ میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے نام کو رب کے نام کے ساتھ کیوں ملایا گیا ہے؟

ج۔ کیونکہ حضور کو رب سے قرب ہے۔ لہذا ان کے نام کو رب کے نام سے قریب رکھا گیا۔ دیکھو محمد میں چار حرف ہیں۔ چاروں بے نقطہ ایک پر تشدید ہے اس طرح اللہ میں چار حرف ہیں سب بے نقطہ ایک پر تشدید۔ مگر شد پر کھڑا زبر معلوم ہوا کہ رب شہنشاہ ہے اور حضور وزیر اعظم۔ پھر لا الہ الا اللہ میں بارہ حرف ہیں اسی طرح محمد رسول اللہ میں بارہ۔ ابو بکر الصدیق اور عمر بن الخطاب اور عثمان ابن عفان۔ علی ابن ابی طالب ان سب ناموں کے بارہ حرف ہیں۔

پھر رب کا نام حامد۔ حضور کا نام محمد محبوب کا نام شریف احمد رب کا نام پاک محمود یعنی رب ان کا حامد وہ رب کے۔

س۔ عیسی علیہ السلام چوتھے آسمان پر ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرش پر جلوہ افروز۔ ثابت ہوا کہ زیادہ قرب الہی عیسی علیہ السلام کو حاصل ہے۔

ج۔ صرف اوپر نیچے ہونے پر افضیلت کا مدار نہیں۔ موتی سمندر میں نیچے رہتا ہے اور حباب اوپر۔ اشرف المخلوقات انسان زمین پر رہتا ہے اور چاند تارے سورج آسمان پر۔ آسمان زمین پر ہوتا ہے چڑیاں اونچے درختوں پر عیسی علیہ السلام کا چوتھے آسمان پر جانا دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لئے ہے اور معراج میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا عرش پر جانا مہمانی کے طور پر یہ معراج طور اور چہارم آسمان سب سے افضل ہے۔ حضور کے معجزات بے شمار اور قرب الہی بے حد ہے۔

س۔ جب عیسی علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو نبی ہوں گے یا نہیں۔ اگر نبی ہوں گے تو حضور خاتم النبیین نہ رہے اور اگر نبوت سے معزول ہو کر آئیں گے۔ تو یہ ان کی شان کے خلاف ہے رب کسی کو نبوت سے معزول نہیں کرتا۔

ج۔ نبی کا تعلق رب تعالیٰ سے فیض حاصل کرنے کا یہ نبوت کا بطن ہے اور خلق سے تعلق ہے فیض دینے کا مطلب یہ ہے نبوت کا ظہور۔ پہلا وصف نسخ کے قابل نہیں اور دوسرا وصف قابل نسخ ہے۔ عیسی علیہ السلام نزول کے وقت قرب الٰہی اور درجہ کے لحاظ سے نبی ہوں گے۔ مگر ظہور کی حیثیت سے مسلمانوں کے ولی ہوں گے۔ موسی علیہ السلام جب خضر علیہ السلام سے ملنے گئے تو نبی ہی تھے۔ مگر وہاں اپنے احکام جاری نہ فرما سکے۔ شب معراج میں سارے نبی حضور کے پیچھے نماز میں موجود تھے۔ مگر اجرا احکام کے لئے نہیں۔ ایک کچہری کا جج دوسرے شہر کی عدالت میں گواہ بن کر پیش ہو تو وہ اپنی جگہ جج ہے مگر یہاں اس وقت گواہ کی حیثیت سے ہے۔ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ ملے۔۔۔۔

س۔ حضور کو امی کیوں کہتے ہیں؟

ج۔ یہ لفظ یا توام القری سے بنا جس میں مکہ معظمہ کی طرف نسبت ہے یعنی مکہ والے رسول مکہ مکرمہ ام القری اس لئے کہتے ہیں کہ یہ تمام زمین کی اصل ہے۔ کیونکہ وہاں سے ہی زمین پھیلی۔ یا اُمی کے معنی ہیں مال والے۔ حضور کی جیسی والدہ کسی کی نہیں۔ اس لئے ان کا نام آمنہ ہوا یعنی دنیا کو امن دینے والی یا اللہ کی امانت دار بی بی۔ دائی کا نام پاک حلیمہ یعنی حلم والی بی بی۔ رحمت عالم کے شکم پاک میں حلم والی کا دودھ شریف ہی جانا چاہیئے۔ یا امی کے معنی ہے والدہ والی کے شکم سے عالم یعنی مادر زاد علم والے دنیا میں کسی کے شاگرد نہیں۔ اسی لئے جو شخص علم لدنی رکھے اسے آج بھی امی کہہ دیتے ہیں۔ یعنی جس حال میں شکم مادر سے پیدا ہوئے اسی حال میں ہے۔ امی کے معنی ہیں اصل عالم کی ام یعنی اصل چونکہ نور پاک مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کی اصل ہے لہذا حضور کا اسم شریف امی ہوا۔

س۔ حضور کے والدین مومن تھے یا نہیں۔

ج۔ آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ تک حضور کے سلسلۂ نسب میں کوئی مشرک نہیں۔ سارے آباؤ امہات مومن موحد گزرے۔ رب فرماتا ہے۔ اعلیٰ موتی قیمتی ڈبہ میں رکھا جاتا ہے۔ نور محمدی اعلیٰ چیز تھی۔ اس کے لئے پاک پیٹھ طاہر پیٹ لازم ہیں۔

س۔ ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر بت پرست تھے۔ حالانکہ وہ بھی حضور کے نسب میں شامل ہیں رب فرماتا ہے۔ لابیہ آزر۔

ج۔ آزر ابراہیم علیہ السلام کے چچا ہیں والد نہیں۔ ان کے والد تارخ ہیں جو مومن موحد تھے۔ عربی میں چچا کو اب یعنی باپ کہہ دیا جاتا ہے۔ رب نے فرمایا۔ دیکھو اسمعیل علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کے چچا ہیں۔ مگر انہیں آباء میں داخل کیا گیا۔ ایسے ہی یہاں ہے۔

س۔ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے آمنہ خاتون کی قبر کی زیارت کی اجازت رب سے چاہی دیدی گئی۔ مگر دعا مغفرت کرنا چاہی تو اس سے روک دیا گیا۔ اگر وہ مومنہ تھیں تو ان کے لئے دعا مغفرت سے کیوں روکا گیا؟

ج۔ اس لیے کہ وہ بے گناہ تھیں۔ دعاء مغفرت گنہ گار کے لئے ہوتی ہے دیکھو بچہ کی نماز جنازہ میں میت کو دعا نہیں کرتے کیونکہ وہ بے گناہ ہے اگر وہ مومنہ نہ ہوتیں تو ان کی زیارت قبر بھی منع ہوتی۔ رب فرماتا ہے۔۔۔ وہ گنہگار ہوتیں بھی کیسے گناہ وہ کر سکتا ہے جو شرعی حکم پائے اور مخالفت کرے۔ وہ تو اسلام کے ظہور سے پہلے وفات پا گئیں۔ ان کا نام ان کے ایمان کا پتہ دیتا ہے۔ آمنہ ایمان والی یا امن دینے والی یا امانت الٰہی رکھنے والی بی بی رضی اللہ عنہا۔

س۔ حضور علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا تیرا اور میرا باپ آگ میں ہیں۔ اگر حضرت عبداللہ مومن اور بے گناہ تھے۔ تو آگ میں کیوں گئے۔

ج۔ یہاں ابی سے مراد حضور کے چچا ہیں۔ عربی میں چچا کو اب کہا جاتا ہے۔

س۔ حضرت آمنہ خاتون و عبداللہ کس نبی کے دین پر تھے عیسائی تھے یا یہودی؟

ج۔ وہ صرف موحد مومن تھے۔ ان میں سے کسی پیغمبر کے دین پر نہ تھے۔ دو وجہ سے۔ ایک یہ کہ وہ دونوں رسول بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے خود فرماتے ہیں ورسولا الی بنی اسرائیل اور والدین پاک دونوں بنی اسمعیل تھے۔ دوسرے اس لئے کہ عیسائیت و یہودیت اس وقت اپنے اصلی رنگ میں نہ رہے تھے۔ توریت و انجیل میں بہت تبدیلی ہوگئی تھی۔ ان پیغمبروں کی تعلیمات مٹ گئی تھیں اس مٹی ہوئی تعلیم کا ماننا لازم نہ تھا۔ ایسے لوگوں کے لئے صرف توحید کا عقیدہ کافی تھا۔ انہیں کو اصحاب فترۃ کہتے ہیں۔

س۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بھی کہتے ہیں۔ رسول بھی اور امی بھی۔ ان تینوں معنی میں کیا فرق ہے۔ یہ الفاظ حضور پر کیونکر صادق آتے ہیں؟

ج۔ حکومت کے محکمہ تین ہوتے ہیں۔ داخلی جو اندرون سلطنت کا کام کرے۔ جیسے پولیس چونگی وغیرہ۔ خارجی محکمہ جو سلطنت کے باہر عمل کرے جیسے فوج کا محکمہ۔ وہ محکمہ جو خارج و داخل سے تعلق رکھے جیسے ریل و ڈاک خانہ اندرون ملک کی خبریں اور چیزیں باہر اور باہر کی اندر لاتا اور لے جاتا ہے۔ اسی طرح حکومت ربانی کے محکمے ہیں کہ بعض ملائکہ فرش

کے منتظم ہیں اور بعض عالم بالا کے ان دونوں محکموں میں تعلق پیدا کرنے والے انبیاء کرام ہیں کہ رب کے احکام مخلوق تک لاتے ہیں اور مخلوق کی عرض و معروض وغیرہ رب تک پہنچاتے پر ہیں معاصی کی معافی کراتے ہیں۔ لہذا وہ حضرات چونکہ بندوں کی خبریں اعمال رب تک پہنچادیں لہذا وہ رسول ہیں۔ پھر جیسے ڈاک خانہ تار کی خبریں جلد اور خط کی خبریں دیر سے پہنچاتا ہے۔ ایسے ہی انبیا کی معرفت سے بعض بندے جلد اور بعض دیر سے رب تک پہنچتے ہیں۔ پھر دیگر انبیاء دنیا میں تشریف لا کر نبی ہوئے اور ہمارے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نبی ہو کر تشریف لائے لہذا حضور علیہ السلام امی نبی یعنی مادر زاد نبی ہیں۔

س۔ حضور نے جو فرمایا: کنت نبیا و آدم بین الماء والتین اگر اس سے مراد یہ ہے کہ میں علم الٰہی میں نبی تھا۔ جبکہ آدم علیہ السلام کا خمیر تیار ہو رہا تھا تو اس معنی سے، سارے پیغمبر اس وقت نبی تھے۔ اور اگر معنی یہ ہیں کہ میں واقعہ میں نبی تھا تو یہ ناممکن ہے۔ نبوت تو دنیا میں ہے وہاں کیسی؟

نیز نبی انسان ہوتا ہے اور انسان کے لئے یہ جسم ضروری ہے۔ پھر اس وقت نبوت کیسی؟

ج۔ روح پاک مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح میں سارے عالم کی فی الواقع نبی تھی۔ اس وقت حضور کی روح مبارک ارواح انبیاء کی تربیت فرما رہی تھی۔ سارے انبیاء حضور سے ہی فیض لے کر اس عالم اجسام میں نبی ہوئے بلکہ ان کے ظہور نبوت کے بعد بھی روح پاک مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض آتا رہا۔ جیسے تاروں میں آفتاب کا نور آتا ہے۔ اس لئے آدم علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی سنانِ عرش پر لکھا پایا۔ لا الہ الا اللہ محمد رَسُولُ اللہ آیندہ جنت میں بھی حضور علیہ الصلوۃ ہی کی نبوت کا ظہور ہوگا۔ سارے جنتی حضور ہی کا کلمہ پڑھیں گے اور جنت کی ہر چیز پر حضور کا نام لکھا ہوا ہے۔ شب معراج میں حضور علیہ السلام ہی انبیا کے امام ہوئے بشریت وغیرہ اس دنیا میں۔ نبوت کے لئے ضروری ہیں۔ بشریت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی۔ حضور کی نبوت ان سے بھی پہلے ہے۔ جسم میں آدم السلام حضور کی اصل ہیں اور حقیقت میں حضور آدم علیہ اسلام کی اصل ظاہر میں

درخت پھل کی اصل ہے۔ مگر حقیقت میں پھل درخت کی کہ درخت اسی کی خاطر لگایا گیا۔

س۔ عالم ارواح میں نبوت کی ضرورت کیا تھی۔ وہاں روزہ نماز فرض ہی نہ تھا۔ انہی احکام کے لئے نبوت کی ضرورت ہوتی ہے۔

ج۔ ہر مقام اور ہر قوم کے احکام جداگانہ ہیں۔ اس عالم میں ارواح کے لئے بھی احکام تھے مگر وہ احکام ان احکام سے جداگانہ تھے الست بربکم کے جواب میں سب سے بلی حضور ہی نے کہلوایا تھا۔ دیکھو مدارج وغیرہ یہاں بھی حضور علیہ السلام ہر مخلوق کے نبی ہیں۔ مگر روزہ نماز صرف انسانوں کے لئے ہے۔ درخت وغیرہ پر یہ احکام جاری نہیں انسانوں میں بھی امیر و فقیر کے جداگانہ احکام ہیں۔ مگر حضور نبی سب کے ہیں۔ جنت میں حضور سب کے نبی ہوں گے مگر احکام جداگانہ ہوں گے غرض وہاں بھی نبوت کی ضرورت سب کو تھی۔ کبھی رب کا فیض حضور کے بغیر واسطہ کسی کو نہیں ملتا۔

س۔ نبی اور امتی دونوں ہی اسلام کے جہاز میں سوار ہیں تو یہ فرق کیوں ہے۔

ج۔ جہاز کا کپتان اور سواریاں سب ہی ایک جہاز میں سوار ہیں مگر سواریاں تو پار اترنے کے لئے سوار ہیں اور کپتان سب کو پار اتارنے کے لئے۔ اسی لئے سواریاں کرایہ دے کر سوار ہوتی ہے مگر کپتان تنخواہ لے کر۔ ہماری نمازیں روزے نجات پانے کے لئے ہیں۔ حضور کی عبادات ہم کو نجات دلانے کے لئے تاکہ ان کو عبادت کرتے دیکھیں۔ ہم بھی ایسے ہی کریں ورنہ وہ تو پہلے ہی مقبول بارگاہ الٰہی ہیں۔

س۔ قیامت کے دن انبیاء کرام کے اعمال میزان میں تولے جائیں گے یا نہیں؟

ج۔ نہیں۔ وزن اعمال صرف ان لوگوں کا ہو گا۔ جس کے پاس نیکیاں بدیاں دونوں ہوں گی۔ کیونکہ وہاں باٹ سے وزن نہ ہو گا۔ بلکہ اعمال بد کا اعمال نیک سے اس لئے کفار کے بارے میں قرآن فرماتا ہے یا کہ کفار کے لئے بھی قیامت میں وزن نہیں کیونکہ ان کے

پاس نیکیاں ندارد ہیں۔ نیز انبیاء کرام کے اعمال ایسے وزنی ہیں جنہیں کوئی ترازو نہیں تول سکتا۔ جیسے دنیا کی ترازو زمین و آسمان نہیں تول سکتی۔ ایسے کارخانۂ قدرت میں ایسی ترازو بنی ہی نہیں جو نبی کی نیکیاں تو لے بعض گناہگاروں کے دفتر گناہ ایک کلمہ طیبہ سے تولا جاوے گا۔ تو کلمہ وزنی ہوگا۔ اس کے دفتر ہلکے۔ کیونکہ وہ اس گنہگار کے کام ہیں۔ یہ مصطفےٰ پاک کا پیارا نام ان کا ایک سجدہ کونین کو ساری عبادت سے وزنی ہے۔

س۔ نبی کی توہین کفر کیوں ہے؟

ج۔ اس لئے کہ اس میں رب کے کلام کی تردید ہے اور شیطان کی تائید۔ رب ان کی تعریف فرماتا ہے۔ یہ بندہ کہتا ہے کہ نہیں وہ برے تھے اچھے نہ تھے۔ نبی کی نعت کلام ربانی کی تائید ہے اور ان کی توہین، رب کی تردید۔

س۔ نبی کی ہر چیز کی توہین کفر کیوں ہے چاہیے کہ صرف تبلیغی امور کا انکار کفر ہو۔

ج۔ اسی لئے کہ رب نے ان کی مطلق تعریف فرمائی کہ وہ ہمارے اچھے بندے ہیں اور ظاہر ہے کہ بندہ ہر حال میں ہر وصف کے ساتھ بندہ ہے جب انہیں بندہ فرما کر اچھا کہا تو گویا ان کے سونے جاگنے، چلنے پھرے ہر حال کی تعریف ہوئی۔ اب جو ان کے کسی حالت کی توہین کرے وہ رب کی تردید کرتا ہے۔

س۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ رب ارنی وہ محبوب رہے بنی اسرائیل نے عرض کیا ہمیں رب دکھا دو ان پر عذاب آگیا۔

ج۔ موسیٰ علیہ السلام نے شوق ملاقات اور اشتیاق دیدار میں یہ کہا تھا۔ بنی اسرائیل نے عناد اور موسیٰ علیہ السلام پر بے اعتمادی کی وجہ سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ کہا تھا بغیر رب کے دیکھے آپ کی بات نہ مانیں گے اور نبی پر بے اعتمادی کفر ہے۔

س۔ رب نے مسلمانوں کو امت وسط یعنی درمیانی امت فرمایا حالانکہ یہ آخری امت ہے؟

ج۔ یہاں درمیانی سے زمانہ کے اختیار سے درمیانی مراد نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ دین موسوی میں بہت

سختی تھی۔ دین عیسوی میں بہت نرمی دین محمدی میں درمیانی حالت لہذا وسط ہے۔ یا وسط سے افضل مراد ہے۔ افضل چیز درمیان میں ہوتی ہے۔ امام صف کے بیچ میں بڑا موتی ہار کے بیچ میں۔ دل جسم کے بیچ میں۔ مکہ شریف آباد زمین کے بیچ میں لشکر کا جرنیل لشکر کے بیچ میں محراب مسجد کے بیچ میں۔ کمی کناروں میں ہوتی ہے۔ بیچ بھرپور ہوتا ہے یا اس لئے وسط کہ درمیانی چیز پر سب کا دارومدار ہوتا ہے۔ مرکز دائرہ کا کیل چکی کے پہیہ کا دہرہ پہیہ کا ترازو کی لسان ساری ترازو کا موقوف علیہ ہے۔ چونکہ مسلمان سارے عالم کے بقا کا ذریعہ ہیں کہ ان کے فنا ہوتے ہی دنیا فنا ہے۔ لہذا یہ بیچ کی امت ہے۔

س۔ قرآن کو قرآن اور فرقان کیوں کہتے ہیں؟

ج۔ قرآن کے معنی ہیں ملانے والا۔ انسان غذا-زبان -لباس شکل-وصورت میں جداگانہ تھا۔ مگر قرآن نے سب کو ملا کر مسلمان بنا دیا۔ جیسے مختلف پھولوں کے رس شہد کی مکھی کی وجہ سے ایک شہد ہو گئے۔ لہذا یہ قرآن ہے۔ پھر قرآن سے پہلے مومن و کافر صدیق و زندیق یکساں معلوم ہوتے تھے۔ قرآن نے ان میں فرق دکھایا جیسے بارش سے پہلے ساری زمین یکساں معلوم ہوتی تھی۔ خبر نہ تھی کہ مالک نے کسی جگہ کیا بویا ہے بارش کے آتے ہی پودے اگے۔ جس سے اندرونی تخم کا پتہ چل گیا۔ لہذا یہ فرق ہے۔

س۔ جمع قرآن کے لئے عثمان رضی المولی عنہ کو کیوں منتخب کیا گیا۔ عثمان جامع قرآن کیوں ہوئے؟

ج۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے موقع پر اپنے بائیں ہاتھ شریف کو فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور حضور کا ہاتھ رب کا دست قدرت اس واسطے سے عثمان کا ہاتھ ید اللہ ہوا۔ تو کتاب اللہ کے جمع کرنے کے لئے ید اللہ ہی چاہئیے تھا۔

س۔ قرآن شریف کی توہین کو فقہا نے کفر کیوں لکھا ہے؟

ج۔ اس لئے کہ حکومت کی کسی چیز کی توہین حکومت کی توہین ہے۔ عدالت میں حاکم کے سامنے اونچی آواز سے بولنا جرم ہے کہ یہ توہین عدالت ہے اور توہین عدالت حکومت کی اہانت ہے۔

س۔ موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی بت پرستی دیکھ کر تربیت پٹک دی حالانکہ اس کی تختیاں تحریر سب رب کی طرف سے تھیں۔ جب وہ کفر نہ ہوئی تو موجودہ قرآن کا نسخہ جس کا کاغذ روشنائی تحریر سب بندے کی ہے اس کی توہین کفر کیوں ہے؟

ج۔ کتاب الہی کے گرانے کی تین صورتیں ہیں۔ غلطی سے گر جائے جس سے کتاب اللہ ہاتھ سے گرا دی جائے۔ خود کتاب اللہ کی اہانت مقصود ہو اس لئے پھینکا جائے۔ پہلی صورت گناہ بھی نہیں۔ دوسری صورت خطا یا گناہ ہے۔ مگر کفر نہیں۔ تیسری صورت کفر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام تختیاں یا تو بلا قصد گر گئیں کہ قوم پر اللہ کے لئے غصہ آیا۔ جسم شریف میں رعشہ پیدا ہوا تختیاں گر گئیں۔ یا یہ ہوا کہ قوم پر غصہ آیا غصہ کے جوش میں تختیاں گرادیں۔ بظاہر خطا ہوئی جس کی رب سے معافی چاہی غرضیکہ وہاں توریت شریف کی توہین مقصود نہ تھی۔

س۔ موسی علیہ السلام نے حضرت ہارون کی داڑھی پکڑی جس میں داڑھی کی بھی جو سنت انبیاء ہے توہین ہے اور ایک پیغمبر کی بھی اہانت یہ دونوں کفر ہیں اور چونکہ یہ سختی آپ نے بلاوجہ کی۔ لہذا قصاص دینا چاہئے۔ کہ یہ حقوق العباد ہے۔

ج۔ اگر موسی علیہ السلام کے یہ افعال کفر تو کیا غلطی و خطا بھی ہوتے تو ان پر عتاب الہی آجاتا۔ جیسے آدم علیہ السلام کو گندم کھانے کی وجہ سے ہوا۔ ہارون علیہ السلام عمر میں موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے مگر درجہ میں موسی علیہ السلام اعلیٰ کہ آپ سلطان تھے اور حضرت ہارون وزیر۔ وہ سمجھے کہ ہارون علیہ السلام نے قوم کو شرک سے روکنے میں کوتاہی کی۔ لہذا اعتاب فرمایا۔ حقیقت حال دریافت ہونے پر دعا غرضیکہ یہ توہین نہ تھی۔ تادیب تھی۔

س۔ قرآن فرماتا ہے کہ عیسی علیہ السلام مٹی کے پرندے بنا کر پھونک سے زندہ کر دیا کرتے تھے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ مٹی میں جان کیسے پڑ سکتی ہے؟

ج۔ دن رات مٹی میں جان پڑتی رہتی ہے۔ سر میں گرد و غبار پڑی جمع ہو کر زندہ جوں ہو گئی۔ چارپائی میں میں مٹی میل جمع ہوا۔ جان دار کھٹمل بن گیا۔ بارش

مٹی میں گری۔ وہ مٹی ہزارہا مینڈکوں اور پروانوں کی شکل میں نمودار ہو گئی۔ اگر آپ کی پھونک سے بھی مٹی میں جان پڑے تو کیا حرج ہے۔ آپ کا نام ہی روح اللہ ہے۔

س۔ عیسی علیہ السلام پھونک سے مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ یہ بھی ناممکن سی بات ہے۔ نکلی ہوئی روح پھونک سے کیسے واپس آسکتی ہے۔

ج۔ یہ بھی محال نہیں۔ بعض سانپوں کی پھونک سے آدمی کی روح نکل جاتی ہے۔ جب سانپ کی سانس جان نکال سکتی ہے تو روح اللہ کی سانس جان ڈال سکتی ہے۔ صور کے ذریعے اسرافیل علیہ السلام کی سانس تمام عالم کو زندہ کرے گی۔۔

جاری۔۔۔۔

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

تیری خدمت کے قائل تو سبھی سنی مسلماں ہیں

از: علامہ مفتی عطاء المصطفی صاحب قبلہ حشمتی علیمی دامت برکاتہم العالیہ

برصغیر ہند و پاک میں جن چند علمائے اہلسنت نے اپنی طویل علمی و روحانی سعی پیہم کے نتیجے میں اسلامیان ہند پر جو انمٹ نقوش قائم کئے ہیں ان میں غازی اہلسنت، ضیغم سنیت، حضور محبوب ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک نمایاں اور اعلی مقام حاصل ہے۔ آپ نے سر بکف ہو کر اسلام پر انگشت نمائی کرنے والوں سے خوب ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے اور اسلام پر حرف نہ آنے دیا آپ نے اپنے زمانے میں دین متین کی ایسی بے مثال خدمات انجام دی جن کو رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے، آپ نے دیوبندیت کے بنے ہوئے جال کو تار عنکبوت کی طرح بکھیر کر رکھ دیا، صلح کلیت و منافقت کے دلدادوں کو اپنے قریب بھٹکنے بھی نہیں دیا۔ عقائد اہلسنت کی خلاف ورزی کرنے والوں کو کسی طور پر معاف نہیں کیا۔ قسام ازل نے بہت سی خوبیوں متعدد اوصاف جمیلہ و کمالات علمیہ سے نوازا تھا۔ آپ علیہ الرحمہ ردو مناظرہ میں اپنے عہد میں بالکل ممتاز اور منفرد تھے، فن مناظرہ میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا، علم و عمل کا ایک خوبصورت سنگم، فکر و نظر کا بیش قیمت تراشیدہ ہیرا تھے۔ آپ کی زندگی کا ہر ورق بے داغ اور زہد و ورع کی ایک انوکھی دستاویز ہے۔ کم گوئی و خندہ روئی، شرافت و بزرگی، نیکی و دینداری، زہد و تقوی ذکر و فکر آپ کی شخصیت کے نمایاں خد و خال ہیں۔ آپ کی ذات گرامی الفت و محبت کا پیکر جمیل تھی، ایثار و ہمدردی اخلاق و مدارات کا خوبصورت مرقع تھی۔

نام و نسب: اسم گرامی حضرت مولانا محبوب علی خان، کنیت ابو ظفر، لقب غازی اہلسنت، مناظر اہلسنت مفتی اعظم پٹیالہ و ممبئی، محب الرضا، لکھنؤ کی نسبت سے لکھنوی مشہور ہیں سلسلہ نسب اس طرح ہے مولانا محبوب علی خان ابن ابوالحفاظ نواب علی خان بن محمد حیات خان بن محمد سعادت خان بن محمد خان علیہم الرحمۃ والرضوان۔

آپ خلیفہ ومظہر اعلیٰحضرت حضور شیر بیشہ اہلسنت کے برادر خورد ہیں۔

مولد و مسکن: آپ کی ولادت باسعادت لکھنؤ کے ایک پابند صوم وصلوۃ اور دیندار گھرانے میں ہوئی، مشفق و مہربان والدین کے آغوش نازنین میں آپ نے آنکھیں کھولیں۔ خالص اسلامی ماحول میں پروان چڑھے، آپ زمانہ طفولیت سے ہی کھیل کود، لہو ولعب سے متنفر و بے زار اور متبع شرع تھے۔ والدہ قرآن کی بہترین حافظہ، عابدہ زاہدہ تقویٰ شعار علم و عمل کی حسین پیکر اور ایک با کرامت ولیہ تھیں، فرائض واجبات تو کجا نوافل و مستحبات کی بھی پابند تھیں۔ والد ماجد (متوفی ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء) بھی ایک کامل صوفی ،مرد حق آگاہ، متدین عالم دین، تقوی و دینداری آپ کی زندگی کے تمام شعبوں میں رچی بسی تھی اور بہترین حافظ قرآن تھے۔ آپ کی یادداشت کا عالم یہ تھا کہ لوگ آپ کو "ابوالحفاظ" کہا کرتے تھے۔

تحصیل علم: آپ علیہ الرحمہ نے حفظ قرآن پاک کی تکمیل دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف سے کی۔ ابتدائی تعلیم اپنے برادر اکبر خلیفہ و مظہر اعلیٰحضرت حضور شیر بیشہ اہلسنت قدس سرہ العزیز سے حاصل کی۔ جیسا کہ سوانح شیر بیشہ سنت میں خود فرماتے ہیں: "میں نے بھی میزان، منشعب، صرف میر، حضرت (یعنی حضور شیر بیشہ اہلسنت) ہی سے پڑھیں۔" (سوانح شیر بیشہ سنت ص66)

پھر مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں حضرت مولانا سید دیدار علی الوری قدس سرہ سے دورہ حدیث کی تکمیل کرنے کے بعد ریاست پٹیالہ کے مفتی مقرر ہوئے۔ مسلمانان ریاست کے دینی ودنیوی تمام امور میں آپ ہی کے فتوی کے مطابق کورٹ سے فیصلے صادر ہوتے۔ یہ حقوق ریاست کے راجہ کہ جانب سے آپ کو دیئے گئے تھے۔ (سوانح شیر بیشہ سنت ص18)

مگر افسوس کہ ہزارہا مسائل پر مشتمل آپ کے فتاوی جات کا وہ علمی سرمایہ حوادثات زمانہ کی نذر ہو کر نایاب ہو گیا۔ پھر بھی متعدد مقامات سے شدہ شدہ ملنے والے آپ کے فتووں کا مجموعہ اِن شاءاللہ تعالیٰ بہت جلد منظر عام پر ہو گا۔ (منقول از: تقدیم اربعین شدت مکتبہ حشمتیہ)

آپ جیسے ایک مایہ ناز فقیہ تھے ویسے ہی بلند پایہ محدث بھی آپ کو مروجہ جمیع علوم وفنون پر یکساں مہارت اور عبور حاصل تھا۔ دقیق سے دقیق تر اور لا ینحل مسائل کو ایسا حل فرماتے کہ تمام شکوک وشبہات کا ازالہ ہو جاتا پھر کسی کو کلام کرنے کی ذرہ برابر بھی مجال نہ ہوتی۔ پہلے پٹیالہ میں پھر ممبئی میں فقہ وافتا کے مسند پر متمکن ہو کر ایک عرصہ دراز تک رشد وہدایت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ آپ کے تبحر علمی، فراست و ذکاوت جودت طبع، نکتہ رسی، محدثانہ بصیرت کا اعتراف اکابر علماء فضلاء کو تھا اور آج بھی ہے۔ اپنے تو اپنے غیروں نے بھی آپ کے فضائل ومناقب کا اقرار کیا ہے۔

تقسیم ہند کے ہوش ربا واقعہ میں جہاں غیر منقسم ہندوستان کے اندر مصائب و آلام کے سیلاب نمودار ہوئے وہیں علمائے حق سلوک حق میں بہت سے امتحانات سے نبرد آزما ہوئے۔ تو فوج رضویت کے اس عظیم سالار کو نیرنگ تقدیر نے پٹیالہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ جس کے اسباب وعلل میں سے ایک سبب یا علت اس شہر کا سرحد کے دامن میں واقع ہونا بھی تھا۔ بعدہ حضور محبوب ملت چند ماہ شہر کانپور میں قیام پذیر رہے۔ پھر حضور مظہر اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ کے کہنے پر ممبئی تشریف لے گئے۔ کون جانتا تھا کہ افق رضویت کے اس ماہتاب کو اسی شہر میں ہمیشہ کے لیے غروب ہونا ہے ویسے تو آسمان رضویت کے اس آفتاب سے ایک عالم منور ہوا مگر ممبئی کے تحفظ سنیت میں آپ کا کردار کلیدی درجہ رکھتا ہے بلکہ آپ سے صرف نگاہ کر کے ممبئی کی سنیت کا تذکرہ حقیقت کے ساتھ ناانصافی اور تاریخ کو منھ چڑھانے کے مترادف ہوگا۔

سنی بڑی مسجد مدنپورہ پر وہابیت کب کی قابض ہو چکی ہوتی اگر اس کی حفاظت وامامت پر غازی اہلسنت حضور محبوب ملت کی ذات بابرکت مامور نہ ہوتی۔ دین کی بے باک خدمت، سنیت کی بے لوث حفاظت اور دشمنان خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعلی علیہ وعلی آلہ وسلم پر بلاخوف لومۃ لائم شدت ہی تو تھی کہ تقریبا ڈیڑھ سال سے زائد جیل میں نظر بند رہے، وہابیت دیوبندیت اس قتل کیس میں جہاں یا پولیس المدد، یاامراءالغیاث کے نعرے بلند کر رہی تھی وہیں

دیوبند سے لے کر سہارنپور تک تمام ابنائے دیو آگ نمرود میں پھونک مار رہے تھے مگر واہ رے مجاہد ترے جہاد کو سلام ذرہ برابر بھی تو تیور میں فرق نہ آیا بلکہ دیکھنے والوں نے اس وقت چراغ عشق کی لو کو اپنے عروج پر پایا۔

ناسازگار وقت کے تیور کو دیکھ کر

ہم نے چراغ عزم کی لو کو بڑھا دیا

اسی بے لوث دینی خدمات کے پیش نظر ارباب حل و عقد نے آپ کو غازیٔ اہلسنت جیسے معزز اور مھتم بالشان خطاب سے نوازا۔

انہوں نے کسی دنیاوی طاقت سے مرعوب ہو کر لچکنا سیکھا ہی کہاں تھا جو آمریت کے رعب میں آتے۔ یہ تو دیوبند کے دارالافتاء کا انوکھا وطیرہ رہا ہے کہ یارسول اللہ المدد کہنے پر شرک کا فتوی اور یا پولیس المدد، یا امراء مشکل کشا کا جابجا نعرہ، پھر حکومت سعود سے تو انکے پرکھوں نے مانگا ہے سہارا۔ اسی جانب سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز کا ایک شعر کرتا ہے اشارہ۔

حاکم حکیم داد دو دوا دیں یہ کچھ نہ دیں

مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

حضور محبوب ملت نے آہنی سلاخوں کے پیچھے بھی اپنا تبلیغی کام جاری رکھا۔ جیل میں باقاعدہ پانچوں وقت اذان ہوتی ہے، با جماعت نماز ہوتی ہے، وظائف اور تلاوت قرآن کا سلسلہ جاری رہا جس کا یہ اثر ہوا کہ کچھ مسلمان جو قید میں تھے مرید ہوگئے اور نمازی ہوگئے، اس کے علاوہ چار غیر مسلم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ اس خدمت دین کے علاوہ اس دوران بھی آپ نے تحریر و تصنیف کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور جب اپنے دس رفقاء کے ساتھ شش کورٹ بمبئی سے عزت و عظمت کے ساتھ رہا ہوئے تو جیل کے آہنی سلاخوں کے پیچھے رہ کر قوم وملت کے لیے دو عظیم تحفے ساتھ لائے۔ وہ نادر و نایاب کتابیں جیل میں رہ کر تصنیف فرمائی تھیں۔ پہلی تصنیف "کرامات صحابہ" اور دوسری کتاب "کرامات سادات وآل اطہار"۔ (منقول از: سوانح شیر بیشہ اہل سنت، ص 23)

آپ نے تقریبا بہتر سے زائد کتب تصنیف فرمائیں۔c جن میں سے کچھ یہ ہیں: (1)مطالع تہذیب دیوبندیہ (2)تفسیر حدیث لولاک (3)اربعین شدت (4)دلائل خلافت راشدہ (5)الصوارم المحمدیہ علی کفرہ المرزاءیہ الدیوبندیہ (6)فضائل ماہ رمضان مع مسائل صیام (7) نجوم شہابیہ بر تزویر اصحاب وہابیہ (8)تکفیری افسانے کے تجزیئے (حصہ اول ودوم) (9)الاقوال اللامعہ باحاکم تجویز الفاتحہ (10)العذاب الباس علی راس الیاس (11)سوانح شیر بیشہ اہلسنت (12)سیوف پیر بگلوئے مانعین باب یادستگیر (13)سل الحسام علی الظلام (14)بوارق الٰہیہ (15)تنویر الایقان الحجج الکلام فی منع قرآت خلف الامام۔ (منقول از تقدیم اربعین شدت مکتبہ حشمتیہ)

آپ کی ان قلمی خدمات جلیلہ کا اعتراف کرتے ہوئے حضور سید العلماء حضرت سید آل مصطفی قادری مارہروی قدس سرہ صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء آپ علیہ الرحمہ کی علالت کے بعد جب صحتیابی ہوئی تو سنی بڑی مسجد مدنپورہ ممبئی کے حجرے میں عیادت کے لیے تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: "مفتی صاحب! اللہ کا فضل ہے آپ کے مرشدان کرام کے صدقہ میں شافی مطلق نے آپ کو شفاء وصحت عطا فرمائی۔ آپ بیٹھے بیٹھے پہلے بھی خدمت دین کر رہے تھے اور اس علالت کے بعد بھی آپ اسی طرح بیٹھے بیٹھے خدمات دینی انجام دے رہے ہیں یہ مولی عزوجل کا بے حد فضل وکرم ہے آپ بیٹھے بیٹھے تصنیف وتالیف کرتے رہیں ہمارے لیے یہی بہت ہے۔ ہماری تقریریں تو ناپائیدار ہیں۔ لیکن آپ کی تحریریں تو پائیدار ہیں، برقرار رہنے والی ہیں زندہ رہنے والی ہیں۔" (سوانح شیر بیشہ سنت ص25)۔

اور حضور خطیب مشرق پاسبان ملت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "بریلوی مسلک کے فروغ وارتقاء میں اگر سب سے پہلے کسی کا نام لیا جاسکتا ہے تو حضور شیر بیشہ اہلسنت اور حضور محبوب ملت کا۔۔۔ دنیا ہزار طعنہ دیتی رہی لیکن علامہ جامی کی زبان میں یہی کہتے رہے۔۔۔ بصد سامان رسوائی سر بازار می رقصم۔" (أیضا، ص10)

تبلیغی دورے: آپ نے متعدد ممالک میں دورے بھی فرمائے۔آپ کی مساعی جمیلہ سے ان گنت غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے اور ہزارہا ہزار ایسے افراد ہیں جنھوں نے آپ کی مجلس وعظ و تبلیغ میں شرکت کی سعادت حاصل کی بد عقیدگی اور بد عملی سے توبہ کر کے خوش عقیدہ اور سچے پکے مسلمان بن گئے۔ ایسا جادوئی لب و لہجہ خدا نے آپ کو عطا کیا تھا کہ ہر تقریر میں کوئی نہ کوئی دشمن رسول، عاشق رسول ضرور بن جاتا۔ پٹیالہ میں اشاعت اسلام پر تبصرہ کرتے ہوئے چودھری اختر علی لکھتے ہیں: "مسلمانوں میں ایمانی روح اور مذہبی بیداری پیدا ہو رہی ہے چنانچہ مخالف کو بھی آپ کے وعظ میں آکر سر تسلیم خم کرنا ہی پڑتا ہے۔ قدرت نے عجب مبارک طریقہ استدلال آپ کو ودیعت فرمایا ہے۔ 20 جمادی الاولیٰ بروز جمعہ مبارکہ 1353ھ کو قبل نماز جمعہ جب کہ وہ وعظ فرما رہے تھے ایک شخص مسمی مکندا ولد بھاگ ساکن تیرنک ضلع حصار نے برضا و رغبت ہزاروں مسلمانوں کے روبرو حضرت علامہ کے دست حق پرست پر ہندو مذہب سے توبہ کی اور اسلام قبول کیا اسلامی نام "محمد بخش" رکھا گیا۔ (شیر بیشہ اہل سنت ایک تحقیقی مطالعہ ص 140 بحوالہ الفقیہ امرتسر 21 اگست 1937 عیسوی صفحہ 10)

اسی طرح ایک اور وعظ میں ایک عیسائی اسلام کی دولت سے مالامال ہوا جس کا ثبوت درج ذیل کی عبارت میں ملتا ہے "حضرت مولانا محبوب ملت پٹیالہ میں تشریف لائے ہیں حقانیت اسلام و صداقت بانی اسلام پر خوب خوب بد لائل عقلیہ وعظ فرما رہے ہیں چنانچہ آج 15 شعبان روز پنجشنبہ 1356 ہجری کو بعد نماز ظہر جامع مسجد پٹیالہ میں بحضور خاص وعام ایک عیسائی مسمی تواری آتمارام ساکن ریاست "نہند انبالہ" برضا و رغبت خود صداقت اسلام معلوم کر کے حضرت علامہ ابو ظفر مفتی صاحب پٹیالہ کے دست حق پرست پر عیسائیت کے عقیدہ تثلیث سے توبہ کر کے مشرف بہ اسلام ہوا اسلامی نام "عبدالرشید خان" رکھا گیا۔ (المرجع السابق، ص 141 بحوالہ الفقیہ امرتسر 28/ اکتوبر 1937ء صفحہ 18)

آپ نے اپنے وعظ و تقریر میں ایک طرز خاص ایجاد فرمائی، زبان صاف اور انداز بیان واضح اور سلجھا

ہوا۔ آپ دوسروں کی ہدایت، اصلاح کامیابی اور سرخروئی کے لئے ہمیشہ انتہائی حریص رہتے تھے۔

آپ کی مقناطیسیت نے کشف وکرامت جود وسخا، بے نیازی سے حظ وافر پایا فہم وفراست، تدبیر وبصیرت اور صوفیانہ عرفان کے جامع تھے۔ناقصین کے لیے پیر کامل اور کاملین کے لیے رہبر ورہنما تھے۔ آپ کے ذریعہ لاکھوں تشنگان معرفت سیراب ہوئے۔

آپ کی زندگی کے حالات اور بیش بہا دینی خدمات کے انوکھے گوشے ابھی تک پس پردہ پڑے ہوئے ہیں جو تشنہ کتابت و طباعت ہیں۔ صاحبان قرطاس و قلم حضرات علمائے اہل سنت سے میں عرض گزار ہوں کہ ان کی بلاخوف لومۃ ولائم دینی ومذہبی علمی و تصنیفی اور تبلیغی خدمات کا باریک بینی سے مطالعہ کر کے منصہ شہود پر لائیں تاکہ ہم جیسے اور ہماری آنے والی نسلیں نشان منزل پاسکیں۔

انتقال پر ملال: 24 جمادی الآخرۃ 1385ھ مطابق 20 اکتوبر 1965ء کو آپ نے داعی اجل کو لبیک کہ کر دار فانی کو الوداع کہتے ہوئے اپنے محبوب حقیقی سے جاملے، ہزاروں سوگواروں کو روتا بلکتا چھوڑ کر یکہ وتنہا سامان آخرت لیکر آخرت کی طرف چل پڑے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون۔ آپ کو ممبئی کے ناریل باڑی قبرستان میں ہزاروں فرزندان اسلام نے اپنی نمناک اور غمزدہ آنکھوں سے دل پہ پتھر رکھ کر سپرد خاک کیا۔

خدا جانے کتنی خوبیاں تھیں پاک ہستی میں

خادم شرع متین

عطاء المصطفی حشمتی علیمی غفرلہ القوی

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

عقائد اہل سنت قرآن وحدیث کی روشنی میں (قسط چہارم)

از:- علامہ مولانا غلام ناصر حشمتی ناصری دامت برکاتہم العالیہ

علمِ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حسب الحکم

محقق عصر رئیس التحریر علامہ مولانا مفتی محمد فاران رضا خان صاحب قبلہ حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

۷۸۶/۹۲/۵۵۵

غوث اعظم بمن بے سروساماں مددے

قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

سرکار اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی المولیٰ عنہ فرماتے ہیں؛

بے شک حضرت عزت عزت عظمۃ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمامی اولین وآخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب، عرش تا فرش سب انہیں دکھایا۔ ملکوت السموت والارض کا شاہد بنایا، روزِ اول سے روزِ آخر تک سب ماکان ومایکون انہیں بتایا، اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا۔ نہ صرف اجمالاً بلکہ صغیر وکبیر، ہر رطب و یابس، جو پتّہ گرتا ہے، زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہی پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا، للہ الحمد کثیراً۔ بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہر گز ہر گز محمد رسول اللہ کا پورا علم نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین وکرّم، بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے، ہنوز احاطہ علم محمدی میں وہ ہزار دو ہزار بے حد وکنار سمندر لہرا رہے ہیں جن کی حقیقت کو وہ خود جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک ومولیٰ جل و علا الحمد للہ العلی الاعلیٰ۔

(فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ۲۹، صفحہ ۴۸۶)

ہم اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب بندوں کو علم غیب عطا فرمایا۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

اور فرماتا ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝

اور وہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

اور فرماتا ہے:

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو اطلاع نہیں دیتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اور فرماتا ہے:

وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝

اور ان کو اپنا علم لدنی عطا کیا۔

حدیث پاک میں صحیحین بخاری و مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مقاما ماترک شیئا یکون فی مقامہ ذٰلک الٰی قیام الساعۃ الّاحدّث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب بیان فرمادیا، کوئی چیز نہ چھوڑی، جسے یاد رہا یاد رہا، جو بھول گیا بھول گیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن)

جامع ترمذی شریف وغیرہ کتب کثیرۂ آئمہ حدیث میں باسانید عدیدہ و طرق متنوعہ دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فرأیتہ عزّوجل وضع کفّہ بین کتفّی فوجدت برد انا ملہ بین ثدّی فتجلّٰی لی کل شیئ وعرفت

میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا اس نے اپنا دستِ قدرت میری پشت پر رکھا کہ میرے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی اسی وقت ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے سب کچھ پہچان لیا۔

(سنن الترمذی کتاب التفسیر)

اسی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسی معراجِ منامی کے بیان میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

فعلمت مافی السمٰوٰت وما فی الارض

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب میرے علم میں آگیا۔

(سنن الترمذی کتاب التفسیر)

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:

پس دانستم ہر چہ در آسمانہا وہرچہ در زمین ہا بود عبارت است از حصولِ تمامہ علوم جزوی و کلّی واحاطہ آں۔

چنانچہ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے یہ تعبیر ہے تمام علوم کے حصول اور ان کے احاطہ سے چاہے وہ علوم جزوی ہوں یا کُلی۔

(اشعۃ اللمعات کتاب الصلوۃ باب المساجد ومواضع الصلوۃ)

طبرانی معجم کبیر اور نصیم بن حماد کتاب الفتن اور ابو نعیم حلیہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ قدرفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والٰی ما ھوکائن فیہا الٰی یوم القیامۃ کانمّا انظر الٰی کفی ھذہ جلیان من اللہ جلاّہ لنبیّہ کما جلّاہ لنبیّن من قبلہ۔

بے شک میرے سامنے اللہ عزوجل نے دنیا اٹھالی ہے اور میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کچھ ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں، اس روشنی کے سبب جو اللہ تعالٰی نے اپنے نبی کے لیے روشن فرمائی جیسے محمد سے پہلے انبیاء کے لیے روشن کی تھی۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

امام ابن حجر مکی افضل القرٰی میں فرماتے ہیں:

انّ اللہ تعالٰی اطلعہ علی العالم فعلم علم الاولین والاٰخرین وماکان ومایکون ۔

بے شک عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو تمام جہان پر اطلاع بخشی تو سب اگلے پچھلوں اور ماکان ومایکون کا علم حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہو گیا۔

(افضل القراء لقراء ام القرٰی)

یہ چند دلائل تھے جسے تفصیل درکار ہو وہ الدولۃ المکیہ، انباء المصطفی، انوار غیب، خالص الاعتقاد وغیرہ کا مطالعہ کرے۔

سگ بارگاہ جنید زماں

فقیر غلام ناصر حشمتی ناصری غفرلہ القوی

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ جب کوئی عالم پھسلتا ہے تو اسکے پھسلنے سے مخلوق میں سے ایک جہان پھسلتا ہے۔

(احیاء العلوم شریف، جلد ۱)

مدیر اعلی :- نبیرۂ مظہر اعلی حضرت شہزادۂ ناصر ملت علامہ مفتی
محمد مشارب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی
ناشر - مکتبۂ حشمتیہ